سورة مريم

آيات ١ - ١٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كٓهٰيٰعٓصٓ ۚ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۚۖ ﴿۲﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ
الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿۴﴾ وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ وَّرَآءِىْ وَ
كَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿۵﴾ يَّرِثُنِىْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖۗ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿۶﴾
يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿۷﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّ
كَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿۸﴾ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ
خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ﴿۹﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ
سَوِيًّا ﴿۱۰﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۱۱﴾ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ
بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۙ﴿۱۲﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا ۙ﴿۱۳﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ
جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿۱۴﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۠﴿۱۵﴾

سُوْرَۃُ مَرْيَمَ

- نام - سُوْرَۃُ مَرْيَمَ - (Mary)، دوسرے رکوع کی پہلی آیت ١٦ (وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ) میں حضرت مریم کا نام آیا ہے اور بعض اہل علم کے نزدیک یہ بھی ہے کہ اس سورت میں حضرت مریم کے تفصیلی حالات بیان کیے گئے ہیں اس مناسبت سے اس سورۃ کو آپ کے نام نامی سے موسوم کیا گیا۔
- **سورت کا حجم :** سورت کی آیات کی تعداد 98 ہے اور اس میں 6 رکوع ہیں
- **زمانۂ نزول** — جو صحابہ کرام حالات سے مجبور ہو کر آنحضرت (ﷺ) کی اجازت سے حبشہ ہجرت کر گئے تھے، انھیں جب نجاشی شاہ حبشہ کے دربار میں پیش ہونا پڑا تو انھوں نے نجاشی کے استفسار پر سورۃ مریم کی ابتدائی آیات پڑھ کر سنائی تھیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہجرت حبشہ سے پہلے یہ سورت نازل ہو چکی تھی (تقریباً 5 نبوی یا 615 عیسوی کے آس پاس نازل ہوئی)
- یہ وہ وقت تھا جب مکہ مکرمہ میں مسلمانوں پر شدید مظالم ہو رہے تھے، اور صحابہ کی ایک جماعت حبشہ کی طرف ہجرت کی تیاری کر رہی تھی یا کر چکی تھی۔
- **مرکزی مضمون** — تثلیث (Trinity) کے عقیدے کی نفی، توحید، نبوت، آخرت کا اثبات —صبر و استقامت کی تلقین
- سابقہ سورت (سُوْرَۃُ الْكَهْف) سے ربط - سُوْرَۃُ الْكَهْف میں توحید کی وضاحت، عیسائیوں کو ان کے عقیدے پر تنبیہ - سُوْرَۃُ مَرْيَمَ میں یہ مضامین بار بار آئے ہیں
- اگلی سورت (سُوْرَۃ طٰهٰ) سے ربط - سُوْرَۃ طٰهٰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت سے توحید کا اثبات فراہم کیا گیا ہے

سُوْرَۃُ مَرْیَمَ

مرکزی مضمون کی توضیح :

- سورۃ مریم کا مرکزی مضمون توحید کی دعوت اور انبیاء کی مشترکہ تعلیمات پر مبنی ہے
- اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ حضرت آدم، نوح، ابراہیم اور دیگر اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کا محور اللہ کی واحدانیت، نماز، زکوٰۃ اور تقویٰ کی دعوت تھی۔ مگر ان کے بعد آنے والے لوگوں نے شرک اختیار کیا، عبادات کو ترک کیا اور نفسانی خواہشات میں گم ہو گئے
- سورۃ مریم نہ صرف انبیا کی اس توحیدی دعوت کی تجدید کرتی ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے عقیدۂ تثلیث کا بھی سختی سے رد کرتی ہے
- سورت اہل ایمان کو صبر اور استقامت کی تلقین کرتی ہے اور واضح کرتی ہے کہ مخالفین کی دنیاوی کامیابیاں حق پر ہونے کی دلیل نہیں بلکہ آزمائش اور مہلت کا حصہ ہیں، تاکہ حجت تمام ہونے کے بعد ان پر گرفت ہو۔

سُوْرَةُ مَرْيَمَ

سُوْرَةُ مَرْيَمَ کے مضامین

- اللہ کے بر گزیدہ بندوں کی دعائیں اور استجابت
- توحید کا بیان اور شرک کی تردید
- انبیاء علیہم السلام کا صبر ،استقامت اور کردار (۱۰ انبیائے کرام کا ذکر)
- آخرت کی یاددہانی (قیامت کی تکذیب کرنے والوں کو زجر و تنبیہ اور ان کے انجام کی طرف اشارہ)
- قریشِ مکہ کو توحید کی دعوت اور انذارِ انجامِ آخرت
- نبی کریم ﷺ کو تسلی اور ہدایت کہ قرآن انذار و تبشیر کے لیے بہترین چیز ہے۔اسی کے ذریعہ سے انذار و تبشیر کیجیے۔

سُوْرَةُ مَرْيَمَ کا صوتی و بیانیہ اعجاز :سورۃ مریم کی آیات میں فعیل وزن (یًّا)پر ختم ہونے والے الفاظ کی تکرار سے ایک خاص صوتی آہنگ پیدا ہوتا ہے۔یہ ہم قافیہ الفاظ سننے والے کے دل پر اثر چھوڑتے ہیں، آیات کو یاد رکھنے میں آسانی پیدا کرتے ہیں، اور سامع کی توجہ موضوع پر مرکوز رکھتے ہیں(بلاغتی حکمت بھی ہے) ۔قرآن کا یہ صوتی آہنگ محض الفاظ کی خوبصورتی نہیں بلکہ معنی کے ساتھ صوتی اثر بھی رکھتا ہے،اور سورۃ مریم اس کا نمایاں نمونہ ہے۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن میں لفظوں کا انتخاب، معنی کے ساتھ ساتھ صوتی تاثیر کے لحاظ سے بھی بہت دقیق ہے

- عربی بلاغت میں اس طرح کی قافیہ بندی (جسے سجع بھی کہتے ہیں) فصاحت کی علامت سمجھی جاتی ہے اور قرآن حکیم نے اسے ہدایت پہنچانے کے لیے بطور ذریعہ بھی استعمال کیا ہے۔

سُوْرَةُ مَرْيَمَ

سُوْرَةُ مَرْيَمَ میں ' فَعِيْل ' کے وزن پر آنے والے الفاظ

- سورۃ مریم کے بیشتر حصے میں آیات جن الفاظ پر ختم ہوتی ہیں وہ فعیل کے وزن پر آتے ہیں یہ الفاظ اپنے اندر گہرے معانی بھی رکھتے ہیں اور ایک ہی وزن پر ہونے کے باعث عبارت میں دلکش ہم آہنگی بھی پیدا کرتے ہیں (خَفِيًّا، شَقِيًّا، وَلِيًّا، رَضِيًّا، سَمِيًّا، عِتِيًّا)
- عربی زبان میں تین حرفی مادّے سے مختلف اوزان پر الفاظ بنتے ہیں جو معنی میں تبدیلی یا شدت کا اظہار کرتے ہیں۔
- ' فَعِيْل ' کے وزن پر آنے والے یہ بیشتر الفاظ " صفتِ مشبہ " کے طور پر استعمال ہوئے ہیں
- صفتِ مشبّہ وہ اسم (noun/adjective) ہے جو کسی مستقل، دائمی یا پائیدار صفت کو ظاہر کرے۔یعنی وہ وصف جو کسی چیز یا شخص کی پیدائشی یا فطری حالت بیان کرے، جیسے: کبیر (بڑا) حسین، (خوبصورت)، قوی (طاقتور)، علیم (علم والا)
- یہ صفت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ خوبی عارضی یا فعل کے نتیجے میں پیدا ہونے والی نہیں، بلکہ ہمیشہ کے لیے اس کے ساتھ جُڑی ہوئی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام اس وزن پر آتے ہیں (اللہ میں وہ تمام صفات دائمی ہیں)
- ان الفاظ کے استعمال سے معانی میں گہرائی، مبالغہ یا شدت کا اظہار، لفظوں کی بناوٹ میں یکسانیت بھی اور صوتی حسن بھی پیدا ہوا ہے (جو قرآن کی انفرادیت، اعجاز اور انتہائی بلاغت پر دلالت کرتا ہے)

سُوْرَةُ مَرْيَمَ

آیات 98

مکیة

كهيعص ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ﴿٣﴾

توحید کی دعوت اور انبیاء کی مشترکہ تعلیمات - عقیدۂ تثلیث اور شرک کی واضح تردید - ایمان والوں کو صبر، استقامت اور اصل دین پر قائم رہنے کی تلقین

عقائد: توحید، تثلیث کی تردید، آخرت

دعوت: توحیدی دعوت، انبیاء کی دعوت، نصیحت

اخلاقی تعلیمات: تقویٰ وپرہیزگاری، صبر وشکر، نماز واعمالِ صالحہ

قصص الانبیاء (1-59)

آیات 1 تا 15
قصۂ زکریا و یحییٰ (یحییٰ کی معجزانہ ولادت) بیٹے کی ضرورت کے اسباب

آیات 16 تا 40
قصۂ مریم و عیسیٰ ولادتِ عیسیٰ علیہ السلام

آیات 41 تا 50
قصۂ ابراہیم علیہ السلام (بطور داعی اور توحید کے علمبردار)

آیات 51 تا 53
قصۂ موسیٰ وہارون

آیات 54 تا 55
قصۂ اسماعیل علیہ السلام

آیات 56 تا 58
قصۂ ادریس علیہ السلام وصفات الانبیاء

دیگر مضامین (60-98)

آیات 59 تا 65
انبیاء علیہ السلام کے بعد امتوں میں ان کے ناخلف جانشین

آیات 66 تا 76
قیامت کی تکذیب کرنے والوں (قریش مکہ) کو زجر و تنبیہ اور ان کا انجام

آیات 77 تا 87
مغرور اور متکبر انکار کرنے والوں کے غلط طرزِ استدلال کی تردید

آیات 88 تا 95
اللہ کا بیٹا ہونے کے باطل عقیدے کی سخت تردید- قیامت کے حتمی انجام کی طرف توجہ

آیات 96 تا 98
قرآن انذار و تبشیر کے لیے سب سے بہترین چیز ہے آپ ﷺ کو تسلی

وكٓهٰيٰعٓصٓ ۚ ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۖ ﴿٢﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا

كٓهٰيٰعٓصٓ - كاف۔ ھا۔ يا۔ عين۔ صاد

حروف مقطعات

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ - (يہ) ذکر ہے آپ کے رب کی رحمت کا

عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا - اپنے بندے زکریا پر

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ - جب اس نے پکارا اپنے رب کو

نَادٰى يُنَادِىْ ، مُنَادَاةٌ : پکارنا (III)

نِدَآءً خَفِيًّا - آہستہ آواز سے

خَفِيًّا : صفت (مشبہ) ہے، خَفَآءٌ مصدر سے (پوشیدہ، دبی، آہستہ، دبی آواز سے)

اردو میں : خفی، اخفاء، خفیہ، مخفی

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ - اس نے کہا اے میرے رب بیشک میں

وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ - کمزور ہو گئیں ہڈیاں میری

وَهَنَ يَهِنُ ، وَهْنًا: کمزور ہونا (بدن، معاملات، کام میں)

الْعَظْمُ : ہڈی

وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا - اور چمک اٹھا سر سفیدی سے

(ش ع ل)

اِشْتَعَلَ يَشْتَعِلُ ، اِشْتِعَالًا
شعلہ مارنا، چمک اٹھنا (VIII)

الرَّاْسُ : سر

اردو میں : شعلہ، اشتعال، مشعل، مشتعل

شَيْبًا : (مصدر) ـ سر کے بالوں کے سفید ہونے کو شَيْب کہتے ہیں

وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝٤ وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ وَّرَآءِىْ وَكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝٥ يَّرِثُنِىْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ

وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ - اور نہیں ہوا میں تجھے پکار کر

لَمْ اَكُنْ: مضارع منفی (میں نہیں رہا)

رَبِّ شَقِيًّا - میرے رب کبھی نامراد

شَقِيًّ: شَقَاوَةٌ مصدر سے صفت مشبہ (محروم، بدنصیب، نامراد)

وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ - اور بیشک میں ڈرتا ہوں قرابت داروں سے

مَوالی : کسی شخص کے بنی اعمام، بھائی بند اور اس کے نسبتی اعزہ واقرباء

مِنْ وَّرَآءِىْ - اپنے پیچھے

وَرَآءِ: کے معنی آڑ، حد فاصل ہے، یہ لفظ آگے پیچھے دونوں معنی میں استعمال ہوتا ہے

وَكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا - اور ہے میری بیوی بانجھ

اِمْرَاَة: عورت (بیوی)

عَاقِرًا : عَقَارَةٌ سے اسم فاعل واحد مؤنث (بانجھ)

فَهَبْ لِىْ - پس عطا کر مجھے

وَهَبَ يَهَبُ ، وَهْبًا : عطا کرنا، عنایت کرنا

مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا - اپنی طرف سے ایک وارث

لَدُن : پاس

وَلِيًّا : مولیٰ اور ولی کا ایک معنی ہے۔ یعنی وہ جو کسی شخص کے بعد اس کے متعلقہ امور کی سرپرستی کرتا ہے

يَّرِثُنِىْ وَيَرِثُ - جو وارث ہو میرا اور جو وارث ہو

وَرِثَ يَرِثُ ، وِرَاثَةٌ : وارث بننا

مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ - آلِ یعقوب میں سے (لوگوں کا)

وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝

وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا - اور بنا اسے اے میرے رب پسندیدہ (انسان)

رَضِيًّا : رِضًی مصدر سے صفت مشبہ (پسندیدہ)

يٰزَكَرِيَّآ - اے زکریا!

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ - بیشک ہم خوشخبری دیتے ہیں تجھے ایک لڑکے کی

بَشَّرَ يُبَشِّرُ ، تَبْشِيْرٌ : خوشخبری دینا (II)

اسْمُهٗ يَحْيٰى - جس کا نام یحییٰ ہوگا

يَحْيَى : زندہ رہنے والا / زندگی والا

لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ - نہیں بنایا ہم نے اسکا

جَعَلَ يَجْعَلُ ، جَعْلًا : بنانا

مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا - اس سے پہلے کوئی ہم نام

سَمِيٌّ : ہم نام (کوئی ایسا شخص جس کا نام یا مقام دوسرے سے مشترک ہو
یعنی کوئی ہم نام یا نظیر نہیں، یعنی بالکل منفرد شخصیت
اردو میں: اسم، مسمی، تسمیہ (بسم اللہ کا مخفف)

كٓهٰيٰعٓصٓ ۚ۝۱ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۚۖ ۝۲ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝۳ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّ لَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ
رَبِّ شَقِيًّا ۝۴ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝۵ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖۗ وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝۶ يٰزَكَرِيَّآ
اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝۷

کاف۔ ہا۔ یا۔ عین۔ صاد، ذکر ہے اُس رحمت کا جو تیرے رب نے اپنے بندے زکریاؑ پر کی تھی، جبکہ اُس نے اپنے رب کو چپکے چپکے پکارا، اُس نے عرض کیا "اے پروردگار، میری ہڈیاں تک گھل گئی ہیں اور سر بڑھاپے سے بھڑک اٹھا ہے اے پروردگار، میں کبھی تجھ سے دعا مانگ کر نامراد نہیں رہا، مجھے اپنے پیچھے اپنے بھائی بندوں کی برائیوں کا خوف ہے، اور میری بیوی بانجھ ہے تو مجھے اپنے فضلِ خاص سے ایک وارث عطا کر دے۔ جو میرا وارث بھی ہو اور آلِ یعقوب کی میراث بھی پائے، اور اے پروردگار، اُس کو ایک پسندیدہ انسان بنا" (جواب دیا گیا) "اے زکریاؑ، ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰؑ ہوگا ہم نے اِس نام کا کوئی آدمی اس سے پہلے پیدا نہیں کیا

Kaf. Ha'. Ya'. Ayn. Sad. This is an account of the mercy of your Lord to His servant Zechariah when he cried to his Lord in secret. He said: "Lord! My bones have grown feeble and my head is glistening with age; yet, never have my prayers to You, my Lord, been unfruitful. I fear evil from my kinsmen after I am gone;3 and my wife is barren, so grant me an heir out of Your special grace, one that might be my heir and the heir of the house of Jacob;4 and make him, Lord, one that will be pleasing to You. (He was told): "Zechariah, We bring you the good news of the birth of a son whose name shall be Yahya (John), one whose namesake We never created before."

محمد اقبال

كٓهٰيٰعٓصٓ ۚ ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۖ ﴿٢﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾

انسان اللہ سے مانگ کر کبھی محروم نہیں رہتا

- سورت کا آغاز حروفِ مقطعات سے (جن کے بارے میں سورۃ البقرہ کے آغاز میں تفصیل آچکی)۔ امام قشیریؒ نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے اس کا ایک مفہوم نقل کیا ہے۔ " کاف " سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی مخلوق کے لیے کافی ہے۔ اور "ھا " سے مراد ہے کہ وہ اپنے بندوں کو ہدایت دینے والا ہے۔" یا " سے مراد اس کا ید یعنی ہاتھ ہے جو ساری کائنات پر غالب ہے۔ " عین " سے مراد عالم ہے کہ وہ سب کو جاننے والا ہے۔اور " ص " سے مراد صادق ہے یعنی اپنے وعدے کا سچا ہے۔
- امام قرطبیؒ اور علامہ آلوسیؒ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے کہ آپؓ دعا مانگتے ہوئے یہ کہا کرتے تھے" يَا كَهَيَعصَ! اغْفِرْ لِي اے کاف ہا یا عین ص مجھے بخش دے" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ کے نزدیک یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک ہے۔ بعض علماء نے اس کو اسم اعظم کہا ہے۔
- یہاں جس حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر ہے، وہ حضرت ہارون علیہ السلام کے خاندان سے تھے۔ بنی اسرائیل کے مذہبی نظام میں بنی یعقوب کے ۱۲ قبیلوں میں سارا ملک تقسیم کیا گیا، اور ۱۳ واں قبیلہ، یعنی لادی قبیلہ، مذہبی خدمات کے لیے مخصوص تھا۔ اس قبیلے میں بھی اصل میں حضرت ہارون کا خاندان خاص تھا، جو مقدس (Holy Place) میں بخور جلانے، اور دیگر عبادتی فرائض انجام دیتا تھا۔ باقی بنی لادی صرف صحنوں اور کوٹھڑیوں میں خدمت کرتے، قربانیاں چڑھاتے اور مقدس کی نگرانی میں بنی ہارون کی مدد کرتے تھے۔ بنی ہارون کے ۲۴ خاندان تھے، جو باری باری مقدس کی خدمت انجام دیتے تھے۔ ان میں سے ایک خاندان ابیاہ کا تھا، جس کے سردار حضرت زکریا علیہ السلام تھے۔ اپنی باری کے دنوں میں حضرت زکریا مقدس میں داخل ہو کر خداوند کے حضور بخور جلانے کی خدمت انجام دیتے تھے۔

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾

- آگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آ رہا ہے لیکن اس سے پہلے حضرت حضرت یحییٰ علیہ السلام (اور ان کے والد زکریاؑ) کا ذکر کیا جا رہا ہے کیونکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت بھی تو ایک بہت بڑا معجزہ تھی۔ حضرت زکریاؑ بہت بوڑھے ہو چکے تھے اور آپ کی اہلیہ بھی نہ صرف بوڑھی تھیں بلکہ عمر بھر بانجھ بھی رہی تھیں۔ ان حالات میں ان کے ہاں بیٹے کی پیدائش کوئی معمول کا واقعہ نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس واقعہ کو یہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص کا مظہر قرار دیا گیا ہے۔
- حضرت زکریا کی دعا اور انداز دعا کا ذکر ہے جب آپ نے ہیکل میں (غالباً بحالتِ اعتکاف) اپنے رب کو چپکے چپکے پکارا
- حضرت زکریاؑ نے اپنے رب کو آہستگی اور خلوت میں پکارا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا کی بہترین صورت یہ ہے کہ وہ راز و نیاز اور اخلاص کے ساتھ مانگی جائے۔ در حقیقت، ایسی دعائیں ہی حقیقی معنوں میں ریاکاری اور دکھاوے سے پاک ہوتی ہیں، اور بندہ اپنے دل کے گہرے راز انہی میں اللہ کے سامنے کھولتا ہے۔ یہی اندازِ دعا، قبولیت کے امکانات کو بڑھاتا ہے اور اس کی روح کے عین مطابق ہے۔ اس لیے دعا کا یہ ادب ہمیشہ مدِ نظر رکھنا چاہیے، البتہ اجتماعی دعا اس سے مستثنیٰ ہے۔
- آپ نے اپنے ضعف و ناتوانی کو سفارش میں پیش کیا (کہ میرا ظاہری جسم تو درکنار میرے تو اندر کی ہڈیاں تک کھوکھلی ہو چکی ہیں) اور دوسرا اپنے ساتھ زندگی بھر اپنے رب کے معاملے کو بھی پیش کیا (کہ میں تجھے پکار کے زندگی بھر کبھی محروم نہیں رہا)
- یہ اس بندہ کی زبان سے نکلی ہوئی دعا ہے جو دین کا مشن چلاتے ہوئے بالکل بوڑھا ہو گیا تھا۔ اور اہل خاندان میں کوئی شخص اس کو نظر نہیں آتا تھا جو اس کے بعد اس کے مشن کو جاری رکھے۔ ایک طرف اپنا عجز اور دوسری طرف مشن کی اہمیت، یہ دونوں احساسات اس کی زبان پر اس دعا کی صورت میں ڈھل گئے جو مذکورہ آیات میں نظر آتے ہیں۔ گویا یہ عام معنوں میں محض ایک بیٹے کی دعا نہ تھی۔ بلکہ اس بات کی دعا تھی کہ مجھے ایک ایسا لائق شخص حاصل ہو جائے جو میرے بعد میرے پیغمبرانہ مشن کو جاری رکھے۔

يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝٦ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝٧

دینی وراثت کے حامل کے لیے دعا

- فرزند کے لیے دعا صرف اس لیے نہیں کی جارہی کہ آپ (علیہ السلام) کو ایک بیٹے کی خواہش ہے بلکہ اس لیے کی جارہی ہے کہ فکر اس بات کی ہے کہ آل یعقوب (علیہ السلام) کی وراثت کو کوئی گزند نہ پہنچے اور اللہ تعالیٰ کے گھر کی خدمت کسی نااہل کے سپرد نہ ہو جائے۔اس لیے عرض کی کہ یااللہ ! بیٹا وہ عطافرما جو پسندیدہ سیرت والا ہو۔ایسا بیٹا جو صحیح معنی میں میرا جانشین ہو، جو تیرے دین کی خدمت کرنے کا اہل ہو۔آل یعقوب (علیہ السلام) کی وراثت کو اس سے کوئی نقصان پہنچنے کی بجائے عزت و افتخار ملے، پسندیدہ اخلاق والا ہو اور ان کمزوریوں سے پاک ہو جو اب اس خاندان میں در آئی ہیں۔
- آپ علیہ السلام نے اپنی بے بسی اور ناتوانی کو دعا کی تمہید کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش فرمایا اس نے قبولیت دعا کو اور قریب کردیا (اگرچہ اسباب و حالات ایسے ہر گز نہ تھے کہ اب اولاد پیدا ہوتی، آپ کی عمر ۱۲۰برس اور زوجہ کہ ۹۸ برس)
- اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اولاد کی خواہش فطری تقاضا ہے لیکن حضرت زکریا (علیہ السلام) نے اپنی کسی خواہش کے تحت نہیں بلکہ اس عظیم مقصد کے حوالے سے دعا مانگی جو آپ (علیہ السلام) کی زندگی کا سرمایہ اور آپ (علیہ السلام) کے لیے ایک فریضہ کی حیثیت رکھتا ہے اور آپ (علیہ السلام) کے اٹھ جانے سے نااہلوں کے آجانے کے خطرے کے پیش نظر اسے نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ان تمام مبارک عوامل نے مل کر در قبولیت پر دستک دی تو وہاں سے قبولیت بشارت بن کر نازل ہوئی۔
- آپ علیہ السلام کو ایک سعادت مند بیٹے کی جس کا نام یحیٰ ہوگا خوشخبری دی گئ اور یہ ایسا بے نظیر بچہ ہوگا کہ جس کا ہم نام اس سے پہلے پیدا نہیں ہوا اور یہ ان تمام صفات سے متصف ہوگا جو آل یعقوب کے وارث کے لیے ضروری ہیں اور یہ صحیح معنی میں ویسا ہی ہوگا جیسا آپ اپنے جانشین کو دیکھنا چاہتے ہیں۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿۸﴾ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ﴿۹﴾

قَالَ رَبِّ اَنّٰى - کہا (زکریا نے) اے میرے کہاں (کیسے)

اَنّٰى : کیسے، کہاں

يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ - ہوگا میرے لیے لڑکا

غُلٰمٌ: لڑکا...

وَّ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا - اس حال میں کہ ہے میری بیوی بانجھ

وَّ قَدْ بَلَغْتُ - اور یقیناً میں پہنچ چکا ہوں

بَلَغَ يَبْلُغُ ، بُلُوْغًا : پہنچنا

مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا - بڑھاپے سے انتہا کو

الْكِبَرِ : بڑھاپا

عَتَا يَعْتُو ، عِتِيًّا : حد سے بڑھ جانا۔ حکم عدولی کرنا

قَالَ كَذٰلِكَ - (اللہ تعالیٰ نے) کہا اسی طرح (ہوگا)

قَالَ رَبُّكَ - کہا ہے تیرے رب نے

هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ - وہ مجھ پر آسان ہے

هَيِّنٌ : هُوْنٌ سے صفت مشبہ (بہت آسان)

هَانَ يَهون ، هُونًا آسان ہونا، ہلکا ہونا

وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ - اور یقیناً میں پیدا کرچکا ہوں تجھے اس سے پہلے

وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا - حالانکہ نہیں تھا تو کوئی چیز

تَكُ : اصل میں، تَكُوْنُ ، تھا، لَمْ ، کی وجہ سے نون اعرابی اور واؤ حذف ہے تو، تَكُ ، ہوگیا

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝۱۰ فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِـيًّا ۝۱۱

قَالَ رَبِّ - کہا (زکریا نے) اے میرے رب

اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً - مقرر فرما میرے لیے کوئی نشانی

جَعَلَ يَجْعَلُ ، جَعْلًا : بنانا، مقرر کرنا

قَالَ اٰيَتُكَ - فرمایا تیری نشانی (یہ ہے)

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ - کہ نہیں تو بات کرسکے گا لوگوں سے

كَلَّمَ يُكَلِّمُ ، تَكْلِيْمًا: کلام کرنا، بات کرنا (II)

ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا - تین رات (دن) تک تندرست ہوتے ہوئے

لَيَال : لَيْلٌ کی جمع (رات)

سَوِيًّا : جو مقدار اور کیفیت دونوں حیثیت سے افراط و تفریط سے محفوظ ہو (بھلاچنگا، تندرست)

فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ - پھر وہ نکلا اپنی قوم پر

مِنَ الْمِحْرَابِ - حجرے سے

مِحْرَاب : عبادت کے لیے جگہ — (مساجد میں قبلے کی سمت میں ایک گنبد نما یا محراب دار حصہ ، جہاں امام کھڑا ہوتا ہے)

فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ - تو اس نے اشارہ کیا ان کی طرف یہ کہ

اَوْحٰى يُوْحِیْ ، اِيْحَآءٌ :وحی کرنا،اشارہ کرنا (IV)

سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِـيًّا - تم تسبیح بیان کرو (اللہ کی) صبح اور شام

سَبَّحَ يُسَبِّحُ ، تَسْبِيْحًا : تسبیح کرنا (II)

بُكْرَة : دن کا اول حصہ (صبح)

عَشِيًّا : دن کا پچھلا وقت (شام)

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝٨ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ
وَ لَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝٩ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝١٠ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ
سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا ۝١١

عرض کیا، "پروردگار، بھلا میرے ہاں کیسے بیٹا ہوگا جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو کر سوکھ چکا ہوں؟" جواب ملا "ایسا ہی ہوگا تیرا رب فرماتا ہے کہ یہ تو میرے لیے ایک ذرا سی بات ہے، آخر اس سے پہلے میں تجھے پیدا کر چکا ہوں جب کہ تو کوئی چیز نہ تھا"
زکریاؑ نے کہا، "پروردگار، میرے لیے کوئی نشانی مقرر کر دے" فرمایا "تیرے لیے نشانی یہ ہے کہ تو پیہم تین دن لوگوں سے بات نہ کر سکے" چنانچہ وہ محراب سے نکل کر اپنی قوم کے سامنے آیا اور اس نے اشارے سے ان کو ہدایت کی کہ صبح و شام تسبیح کرو

He said: "My Lord! How can I have a boy when my wife is barren and I have reached an extremely old age?" He answered: "So shall it be." Your Lord says: "It is easy for Me," and then added: "For beyond doubt, I created you earlier when you were nothing." Zechariah said: "Lord, grant me a Sign." Said He: "Your Sign is that you shall not be able to speak to people for three nights, though you will be otherwise sound. "Thereupon Zechariah came out from the sanctuary and directed his people by gestures to extol His glory by day and by night.

محمد اقبال

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوۡنُ لِىۡ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امۡرَاَتِىۡ عَاقِرًا وَّقَدۡ بَلَغۡتُ مِنَ الۡكِبَرِ عِتِيًّا ۝٨ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وَّقَدۡ خَلَقۡتُكَ مِنۡ قَبۡلُ وَلَمۡ تَكُ شَيۡـئًا ۝٩

حضرت زکریاؑ کے سوال کا صحیح محل

- بعض مفسرین نے آپ کے سوال (کہ میرے ہاں اب بیٹا کیسے ہو گا جب کہ میں اتنا بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بھی بوڑھی اور بانجھ ہے) کو آپ کے تردد کے طور پر پیش کیا ہے لیکن حقیقت میں یہ اعتراض غیر متعلق ہے کیونکہ یہ سوال بہ طور اعتراض نہیں، محض تفصیلی استفسار حال کے لیے ہے۔ یعنی اسباب عادی جب سرتاسر ناموافق ہیں، تو اب صورت حال کیا ہو گی؟
- اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ ایسا ہی ہو گا جیسا کہا گیا ہے، اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔ اور دلیل اس کی یہ ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے اس حال میں پیدا کیا کہ تمہارا کوئی وجود نہ تھا۔ جو ذات عدم محض سے انسان کو وجود دے سکتی ہے اس کے لیے بوڑھے ماں باپ سے اولاد پیدا کر دینا کیا مشکل بات ہے؟
- حضرت زکریا نے رحمت خداوندی کے ملنے کی علامت دریافت کی۔ بتایا گیا کہ تندرست ہونے کے باوجود جب کامل تین رات دن تک لوگوں سے زبان کے ذریعہ بات نہ کر سکو، اس وقت سمجھ لینا کہ حمل قرار پا گیا ہے۔ چنانچہ جب وہ وقت آیا تو زبان بات چیت سے رک گئی۔ حضرت زکریا اپنے عبادت خانہ سے باہر نکلے اور لوگوں سے اشارہ کے ساتھ کہا کہ صبح و شام اللہ کو یاد کرو اور اس کی عبادت و اطاعت میں مشغول رہو۔

يٰيَحۡيٰى خُذِ الۡكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡحُكۡمَ صَبِيًّا ۙ‏ ﴿۱۲﴾ وَّحَنَانًا مِّنۡ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ‌ؕ وَكَانَ تَقِيًّا ۙ‏ ﴿۱۳﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيۡهِ وَلَمۡ يَكُنۡ جَبَّارًا عَصِيًّا‏ ﴿۱۴﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ وَيَوۡمَ يَمُوۡتُ وَيَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيًّا ﴿۱۵﴾

يٰيَحۡيٰى خُذِ الۡكِتٰبَ - اے یحییٰ پکڑیں (ہماری) کتاب

اَخَذَ یَاْخُذُ ، اَخْذٌ : پکڑنا

بِقُوَّةٍ - مضبوطی کے ساتھ

وَاٰتَيۡنٰهُ الۡحُكۡمَ - اور ہم نے عطا کیا اسے فیصلہ کرنا (حکمت سے)

اَخَذَ یَاْخُذُ ، اَخْذٌ : پکڑنا

صَبِيًّا - بچپن ہی میں

صَبِیًّا : وہ بچہ جو بلوغ کو نہ پہنچا ہو (بچپن کا دور)

صبِيَ يصْبَى ، صَبًا : بچہ بننا، بچوں جیسی باتیں کرنا

وَّحَنَانًا - اور (ہم نے دی) شفقت

حَنَانًا : ایک ایسی رقت قلب جس میں شفقت ہو (رحمت، شفقت، مہربانی)

مِّنۡ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً - اپنی طرف سے اور پاکیزگی

لَدُنْ : پاس، طرف

زَکٰوۃً : پاکیزگی، ستھرائی

وَكَانَ تَقِيًّا - اور تھا وہ نہایت پرہیزگار

تَقِیًّا : وِقَایَۃٌ سے (ڈرنے والا، بہت پرہیزگار، متقی، بچنے والا)

وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيۡهِ - اور نیک سلوک کرنے والا تھا اپنے والدین کے ساتھ

بَرًّا : احسان، نیک سلوک کرنے والا

وَلَمۡ يَكُنۡ جَبَّارًا عَصِيًّا - اور نہ تھا وہ سرکش (اور) نافرمان

جَبَّارًا : سرکش

عَصِیًّا : نافرمان

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۙ﴿۱۲﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا ۙ﴿۱۳﴾ وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿۱۴﴾ وَ سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَ يَوْمَ يَمُوْتُ وَ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿۱۵﴾

وَ سَلٰمٌ عَلَيْهِ - اور سلام ہے اس پر

يَوْمَ وُلِدَ - جس دن وہ پیدا ہوا

وُلِدَ : وہ جنا گیا (ماضی مجہول)

وَ يَوْمَ يَمُوْتُ - اور جس دن وہ فوت ہوگا

يَمُوْتُ : وہ فوت ہوگا

مَاتَ يَمُوْتُ ، مَوْتًا: فوت ہونا

وَ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا - اور جس دن وہ اٹھایا جائے گا زندہ کرکے

بَعَثَ يَبْعَثُ ، بَعْثٌ: اٹھانا

حَيًّا : حَيَاةٌ مصدر سے صفت مشبہ (زندہ)

يَٰيَحۡيَىٰ خُذِ ٱلۡكِتَٰبَ بِقُوَّةٖۖ وَءَاتَيۡنَٰهُ ٱلۡحُكۡمَ صَبِيّٗا ١٢ وَحَنَانٗا مِّن لَّدُنَّا وَزَكَوٰةٗۖ وَكَانَ تَقِيّٗا ١٣ وَبَرَّۢا بِوَٰلِدَيۡهِ وَلَمۡ يَكُن
جَبَّارًا عَصِيّٗا ١٤ وَسَلَٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ وَيَوۡمَ يَمُوتُ وَيَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيّٗا ١٥

"اے یحییٰؑ! کتاب الٰہی کو مضبوط تھام لے" ہم نے اُسے بچپن ہی میں "حکم" سے نوازا
اور اپنی طرف سے اس کو نرم دلی اور پاکیزگی عطا کی اور وہ بڑا پرہیزگار اور اپنے والدین کا حق
شناس تھا وہ جبّار نہ تھا اور نہ نافرمان
سلام اُس پر جس روز کہ وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس روز وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے

"O John! Hold the Book with all your strength." We had bestowed and purity, and he was exceedingly pious and cherishing to his parents. Never was he insolent or rebellious.

Peace be upon him the day he was born, and the day he will die, and the day he will be raised up alive.

محمد اقبال

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا ۝ وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ وَ سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا

کتاب تھامنے کا حکم

- حضرت یحییٰ (علیہ السلام) جب سنِ رُشد کو پہنچے تو آپ (علیہ السلام) کو حکم دیا گیا کہ آپ (علیہ السلام) مضبوطی سے کتاب کو تھامیں۔ کتاب سے مراد توراۃ ہے کیونکہ یہی کتاب انجیل کے نزول تک اہل کتاب کے لیے رہنمائی کا فرض انجام دیتی رہی ہے۔ خود حضرت یحییٰ پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی
- کتاب کو مضبوطی سے تھامنے کا مطلب یہ ہے کہ شیطان اور اس کے حواری آپ (علیہ اسلام) کو اس کتاب سے دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ آپ (علیہ السلام) جب اس کتاب پر عمل کریں گے، تو مشکلات آئیں گی اور دل میں ہٹانے کے خیالات پیدا ہوں گے، لیکن آپ (علیہ السلام) کا فرض ہے کہ ان تمام رکاوٹوں کے باوجود اس کتاب کو مضبوطی سے تھامے رہیں
- دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب اصلاح معاشرہ کا فریضہ آپ پر عائد ہو اور اس کتاب کی تبلیغ آپ کا مشن ہو، تو اسے پوری قوت اور عزم کے ساتھ انجام دیں۔ چنانچہ تاریخ بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آپ (علیہ السلام) کو نبوت دی، تو آپ نے پورے ملک، صحراؤں اور پہاڑوں میں جا کر حق کی تبلیغ کی۔ درویشانہ انداز میں، ہر طبقے سے مخاطب ہوئے؛ بڑے بڑوں کو للکارا، بدکاروں کو جھنجوڑا، اور بگڑے علماء کو سخت لہجے میں نصیحت کی۔ آپ نے کھلے الفاظ میں خبر دار کیا کہ اگر توبہ نہ کی اور عمل نہ بدلا، تو درخت کی جڑ پر کلہاڑا رکھا جا چکا ہے، اور جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا، وہ کاٹ کر آگ میں پھینک دیا جاتا ہے۔
- آپ (علیہ السلام) کی دعوت صرف عوام تک محدود نہ تھی بلکہ شاہی دربار بھی آپ (علیہ السلام) کی حق گوئی اور نعرہ حق سے لرزہ براندام تھے۔ آپؑ نے اس وقت کے بادشاہ ہیرودیس (Herod Antipas) جس نے اپنے بھائی فیلیپ (Philip) کی منکوحہ ہیرودیا (Herodias) سے نکاح کرنا چاہا تو آپؑ نے اس ناجائز رشتے کو حرام قرار دیا۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝۱۲ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۝۱۳ وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝۱۴ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا

- اسی حق گوئی کی بناپر بادشاہ ہیرودیس (Herod Antipas) نے آپ (علیہ السلام) کو ہیرودیا (Herodias) کی ناچنے والی بیٹی کی فرمائش پر قتل کروادیا - حضرت یحییٰ (علیہ السلام) نے کتاب کو مضبوطی سے تھامنے اور اس کی تبلیغ و دعوت کا حق ادا کرنے کے فرض کی انجام دہی میں اپنا سر کٹوادیا، لیکن اپنی ذمہ داری پر آنچ نہیں آنے دی۔
- **حکم کا مفہوم** (اللہ نے آپ کو حکم سے نوازا)۔ حکم سے مراد وہ قوت و صلاحیت ہے جس سے آدمی حق و باطل، خیر و شر اور حسن و قبح میں فرق کرنے کے قابل ہو جاتا ہے اور وہ قوت فیصلہ ہے جس سے وجہ سے جب آدمی کسی چیز کے بارے اس نتیجے پر پہنچ جاتا ہے کہ صحیح یہ ہے تو پھر اس کے فیصلہ کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی اور کوئی بہکاوا اور کوئی دباؤ اسے فیصلہ کرنے سے مانع نہیں ہوتا۔
- **حنان کا مفہوم** (آپؑ کو حنان عطا فرمایا گیا)۔حنان اس سوز و گداز اور قلب و روح کی اس رقت کو کہتے ہیں جس سے حیوانی صفات پر قابو پانے اور انسانی صفات کو توانائی دینے میں مدد ملتی ہے۔ یہی درحقیقت انسانیت کا سرمایہ ہے۔ جو شخص قلب کے سوز و گداز سے محروم ہے وہ انسان ہوتے ہوئے کبھی حیوان ہوتا ہے اور کبھی درندہ بن جاتا ہے
- اللہ تعالیٰ نے آپ (علیہ السلام) کو، دل و دماغ کی پاکیزگی عطا فرمائی۔ یہ پاکیزگی دراصل قلب و دماغ کے سوز کا نتیجہ ہوتی ہے اور یہ وہ پاکیزگی ہے جس کے بعد عقل، عقل سلیم بن جاتی ہے اور قلب، قلب منیب ہو جاتا ہے۔ اور خواہشات کے جھاڑ جھنکار کو ایسی آگ لگتی ہے کہ ہر غلط چیز جل کے بھسم ہو جاتی ہے (اور انسان اپنے مالک اور خالق کا حقیقی بندہ بن جاتا ہے)
- ان صفات اور فضائل کو پیدا کرنے کے لیے انسان کو نہ جانے کیسی کیسی محنتیں کرنی پڑتی ہیں۔ لیکن حضرت یحییٰ (علیہ السلام) اس عظیم سرمایہ کے پیدائشی طور پر وارث ٹھہرائے گئے ہیں۔ جس کی بناپر ظاہر و باطن میں آپ انتہائی پرہیزگار و متقی اور اجلے کردار کے مالک تھے (علیہ الصلاۃ والسلام)

يٰيَحۡيٰى خُذِ الۡكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡحُكۡمَ صَبِيًّا ۝١٢ وَّحَنَانًا مِّنۡ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا ۝١٣ وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَيۡهِ وَلَمۡ يَكُنۡ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝١٤ وَسَلٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ وَيَوۡمَ يَمُوۡتُ وَيَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيًّا

جَبّارٌ اور عَصِیٌّ کی وضاحت

- ان کی زندگی ایسے اوصاف کا مجموعہ تھی جن میں بظاہر تضاد نظر آتا ہے اور انھیں جمع کرنے کے لیے انتہا کا ضبط نفس درکار ہے مثلاً ایک طرف تو وہ بادشاہوں کے درباروں میں پہنچ کر انھیں ان کی فاسقانہ حرکتوں پر آزادانہ ٹوکتے تھے اور بڑے سے بڑے آدمی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے تھے لیکن دوسری طرف حال یہ تھا کہ نہایت مسکینی اور درویشی کی زندگی گزارتے تھے جس میں نہ اچھی غذا کا دخل تھا اور نہ کسی اچھے لباس کا

- ایسے متضاد اوصاف کا جمع کرلینا ان کے لیے اس لیے ممکن تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم سے سرتابی نہیں کرتے تھے۔ شریعتِ خداوندی کے سامنے اپنی ذات کی نفی کر چکے تھے۔ اس لیے کسی قسم کے گناہ اور نافرمانی کا سایہ بھی ان کی زندگی پر نہیں پڑا تھا۔ ایسے اوصاف کا حامل شخص صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اہل دنیا کے نام نہاد عہدہ و منصب سے وہ کبھی خوف نہیں کھاتا۔ ایسی طبیعت کا لازمی اقتضاء یہ ہونا چاہیے کہ وہ عام انسانوں کے لیے سخت گیر اور جابر ثابت ہو کیونکہ جو طاقتور کو خاطر میں نہیں لاتا وہ ضرور کمزوروں پر جبر کرتا ہے لیکن حضرت یحییٰ (علیہ السلام) کا حال یہ تھا کہ وہ مسکینوں کے سامنے انتہائی مسکین اور ظالموں کے سامنے انتہائی طاقتور تھے۔ اس لیے فرمایا گیا کہ نہ وہ جبار تھے اور نہ وہ نافرمان تھے۔

- انسان کے لیے تین وحشت ناک ترین مراحل : "اول" وہ دن کہ جس دن وہ پیدا ہوتا ہے اور اس کی نظر دنیا پر پڑتی ہے۔ "دوسرے" وہ دن کہ جس میں وہ مرتا ہے اور آخرت اور اہل آخرت کو دیکھتا ہے۔ "تیسرے" وہ دن کہ جس میں وہ قبر سے اٹھایا جائے گا اور وہ ایسے احکام و قوانین دیکھے گا۔ کہ جو اس جہان میں حکم فرما نہیں تھے ،اللہ تعالیٰ نے ان تینوں مرحلوں میں سلامتی کو یحییٰ (علیہ السلام) کے شامل حال کیا ہے اور انھیں وحشتوں کے مقابلے میں امن وامان اور راحت و آرام دیا

اضافی مواد

Reference Material

سورۃ مریم آیات (1-15) - صفت مُشَبّہ الفاظ

صرفی وزن	معانی	لفظ
فعیل	آہستہ، چپکے سے، پوشیدہ	خَفِيًّا
فعیل	بدبخت، محروم	شَقِيًّا
فعیل	مددگار، وارث، قریبی	وَلِيًّا
فعیل	خوش، پسندیدہ، مطمئن	رَضِيًّا
فعیل	ہم نام، شبیہ، نظیر	سَمِيًّا
فاعل (معنوی مشبّہ)	بانجھ	عَاقِرًا
مصدر (معنوی مشبّہ)	انتہائی بڑھاپا، ضعیفی کی حد	عِتِيًّا
فعیل	آسان	هَيِّنٌ
فعیل	تندرست، ہموار، نارمل حالت میں	سَوِيًّا
فعیل	پرہیزگار، متقی	تَقِيًّا
فعیل	نافرمان	عَصِيًّا
فعیل	زندہ	حَيًّا

صفتِ مشبّہ: وہ اسم (noun/adjective) ہے جو کسی مستقل، دائمی یا پائیدار صفت کو ظاہر کرے۔ یعنی وہ وصف جو کسی چیز یا شخص کی پیدائشی یا فطری حالت بیان کرے

سورۃ مریم آیات 1-15 (معارف)

- اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت اور بندگی اس کی رحمت کو متوجہ کرنے کا وسیلہ ہے (رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا)
- حضرت زکریا کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا اور مخفیانہ راز و نیاز ان کے خاص الٰہی رحمت شامل حال ہونے کا موجب تھا
- دعا کا پوشیدہ اور لوگوں کی نگاہوں سے دور ہونا دعا کے آداب میں سے ہے۔ (نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا)
- انبیاء علیہ السلام بھی اپنی مشکلات کو حل کرنے کیلیئے اللہ سے دعا کیا کرتے تھے۔
- حضرت زکریا (علیہ السلام) نے اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو وسیلہ قرار دیا
- اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے توسل اور اسکا بار بار ذکر، دعا کے آداب میں سے ہے
- حضرت زکریا (علیہ السلام) صالح فرزند اور اپنی نسل میں جانشین کے حاجت مند تھے
- صالح اولاد، اللہ تعالیٰ کی عنایات میں سے ہے
- حضرت زکریا (علیہ السلام) اپنی اور بیوی کے بڑھاپے اور اس کے بانجھ ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے رحمت پر امید وار تھے
- اللہ کے مقرب بندوں کے دلوں میں مطلقاً مایوسی اور ناامیدی نامناسب ترین حالات میں بھی پیدا نہیں ہوتی۔
- یحییٰ (علیہ السلام) کی معجزانہ ولادت، یہ نام اللہ کی طرف دیا گیا، آپ کی کی معنوی شخصیت بے مثل تھی اور ان سے پہلے کوئی اس مقام تک نہیں پہنچا تھا

سورۃ مریم آیات 1-15 (معارف)

- یحییٰ (علیہ السلام) کی معجزانہ ولادت - طبعی قوانین اور عادی اسباب، خداوند عالم کی قدرت اور ارادہ کو محدود نہیں کرتے۔
- دنیا میں رونما ہونے والے واقعات کے پیچھے جو ظاہری/ طبیعی اسباب نظر آتے ہیں، وہ اصل میں ان واقعات کی حتمی یا خود مختار وجہ نہیں ہوتے
- اسباب محض "وسیلہ" ہیں - اللہ تعالیٰ نے دنیا کو "اسباب و نتائج" (Cause & Effect) کے اصول پر چلایا ہے، لیکن یہ اسباب حقیقی فاعل نہیں۔ اصل مؤثر صرف اللہ کی مشیت ہے (لا مؤثر فی الوجود إلّا اللہ)
- امام غزالی فرماتے ہیں: "طبیعی اسباب محض 'عادتِ الٰہی' (Allah's Sunnah) ہیں۔ اللہ چاہے تو ان کے بغیر بھی نتیجہ پیدا کر سکتا ہے۔"
- یحییٰ (علیہ السلام) کو کتاب (تورات) مضبوطی سے تھامنے کی ہدایت - توراۃ اور اس کے مطالب و احکام کا اجراء مکمل اور قطعی صورت میں عزم راسخ اور آہنی ارادہ کے ساتھ کریں، اس ساری کتاب پر عمل کریں، اسے عام کرنے کے لیے ہر قسم کی مادی و روحانی اور انفرادی و اجتماعی قوت سے فائدہ اٹھائیں۔
- یحییٰ (علیہ السلام) کے خصائص - تقویٰ، والدین کے ساتھ احسان، تسلط جمانے کی خواہش سے پاک ہونا، اللہ کی نافرمانی سے بچنا، کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا اور آخرت دونوں میں بہترین انجام، مکمل سلامتی اور امان عطا فرمایا۔ یہ ان کی کامیابی اور اللہ کی رضا کی علامت ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام

- حضرت زکریا (علیہ السلام)، حضرت ہارون (علیہ السلام) کی اولاد سے تھے۔ جن کے ذمہ بیت المقدس میں مذہبی رسومات کو ادا کرنا تھا (عبادت و قربانی کی خدمت انجام دیتے تھے)
- آپ حضرت مریم کی خالہ الیشبع (ELIZABETH) کے شوہر تھے۔ اسی قرابت کے باعث آپ کو حضرت مریم کا نگران مقرر کیا گیا تھا جس کا تفصیلی تذکرہ سورۃ آل عمران میں آچکا ہے۔ (چاروں اناجیل میں حضرت زکریا کی طرف سے حضرت مریم کی کفالت کی ذمہ داری قبول کرنے کے بارے میں کوئی بات نہیں آئی ہے)
- حضرت زکریا علیہ السلام جب مریم علیھا السلام کے حجرے میں جاتے تو دیکھتے کہ ان کی پاس کھانے پینے کی چیزیں رکھی ہیں۔ آپ کے پوچھنے پر بی بی مریم نے بتایا کہ اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حد و حساب رزق دیتا ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام لاولد تھے۔ بیوی بانجھ تھیں اور خود بہت بوڑھے، لیکن اولاد کی تمنا تھی۔ آپ نے اللہ سے وارث کی دعا کی۔ خدا نے آپ کو ایک فرزند عطا کیا جس کا نام آپ نے الٰہی حکم کے مطابق حضرت یحیٰی علیہ السلام رکھا۔
- قرآنِ کریم کے مطابق آپ اللہ کے پیغمبر، اور اس کے محبوب اور منتخب بندوں میں سے تھے
- انجیل کے مطابق آپ نبی نہیں تھے محض ہیکل کے کاہن تھے۔ بنی اسرائیل نے آپ پر ناجائز تعلقات کی تہمت لگائی تو آپ ہیکل چھوڑ کر شہر سے چلے گئے۔ بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے آپ کا پیچھا کیا۔ آپ ایک درخت کے تنے میں چھپ گئے۔ لیکن جب پیچھا کرنے والوں کو پتہ چلا تو انہوں اس درخت کو دو حصوں میں کاٹ ڈالا جس کی بنا پر آپ 99 سال کی عمر میں شہادت کے درجے پر فائز ہو گئے (آپ کی شہادت کا تذکرہ قرآن کریم میں نہیں تاہم متعدد احادیث میں یہ ذکر موجود ہے)

حضرت یحیٰ علیہ السلام

- یحییٰ کے معنی ہیں زندہ یا زندگی والا۔ یہ نام ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا (شاید اس بنا پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان کے ساتھ زندہ رکھا۔ یا وہ کلمہ حق کہنے کی پاداش میں قتل کیے جانے کے بعد ہمیشہ کے لیے زندہ ہو گئے ۔واللہ اعلم)
- حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن کریم میں زکریاؑ کے ذکر کے ساتھ آیا ہے سورۃآل عمران، انعام، مریم، انبیاء میں
- آپ ، حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے اور ان کی پیغمبرانہ دعاؤں کا حاصل تھے (" اور اسی طرح (زکریا (علیہ السلام) کا معاملہ یاد کرو) جب اس نے اپنے پروردگار کو پکارا تھا " خدایا ! مجھے (اس دنیا میں) اکیلا نہ چھوڑ (یعنی بغیر وارث کے نہ چھوڑ) اور (ویسے تو) تو ہی (ہم سب کا) بہتر وارث ہے "تو (دیکھو) ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے (ایک فرزند) یحییٰ عطا فرمایا اور اس کی بیوی کو اس کے لیے تندرست کر دیا۔ یہ تمام لوگ نیکی کی راہوں میں سرگرم تھے (ہمارے فضل سے) امید لگائے ہوئے ہمارے جلال سے ڈرتے ہوئے دعائیں مانگتے تھے اور ہمارے آگے عجز و نیاز کے ساتھ جھکتے تھے" (الانبیاء : ۲۱/۸۹)
- "حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام سردار اور پاکدامن تھے اور وہ عورتوں کے قریب تک نہ جاتے تھے اور نہ ہی عورتوں کی خواہش رکھتے تھے اور آپ خوبصورت شکل و صورت والے نوجوان تھے جو جھکے ہوئے کندھوں والے (یعنی نہایت متواضع)، کم بالوں، چھوٹی انگلیوں، اونچی ناک اور ملی ہوئی پلکوں والے، باریک آواز والے، بہت زیادہ عبادت گزار اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں پختہ تھے۔" (الحديث أخرجه الحاكم في المستدرک - الرقم: 4150)
- حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خالہ زاد (یا اس طرح کا رشتہ تھا) اور ان سے چھ ماہ بڑے تھے
- اللہ تعالیٰ نے انہیں بچپن ہی میں علم و دانائی، عقل و حکمت، طہارت و پاکیزگی اور پرہیزگاری عطا فرمائی اور اُن میں وہ تمام خُوبیاں یک جا کر دی گئیں، جو ایک نیک، پارسا اور صاحب ایمان بندے کی شان ہیں۔ گناہوں، نافرمانیوں اور سرکشی سے کوسوں دُور، والدین کے فرماں بردار اور مخلوقِ خدا کے خدمت گزار۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: " تمام بنی آدم روزِ قیامت اپنے اپنے گناہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو انہیں عذاب دے گا یا ان پر رحم فرمائے گا، سوائے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے۔ پس بے شک آپ علیہ السلام سردار، پاکیزہ و بلند کردار اور ایک صالح نبی تھے۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے جھک کر ایک تنکا پکڑا اور فرمایا: کہ آپ ﷺ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام (کے مناقب) کا فقط اس تنکے کے برابر ذکر کیا ہے" (الطبراني في المعجم الأَوسط)
- قرآن کریم نے یحییٰ علیہ السلام کے جو خصائص بیان فرمائے ہیں ان میں :
- تقویٰ (پرہیزگاری) : یعنی اللہ تعالیٰ کا ہر وقت خوف اور اس کی نافرمانی سے بچنے کی کوشش۔ پاکیزگی، نیکی اور دین پر استقامت، آپ علیہ السلام کی پوری زندگی تقویٰ کی علامت تھی۔ قرآن مجید میں انہیں "حَصُورًا" (پاکدامن یعنی پرہیزگار) کہا
- والدین کے ساتھ احسان : یعنی ماں باپ کے ساتھ بہترین سلوک، فرمانبرداری، عزت و احترام اور ان کی خدمت کرنا
- تسلّط کی خواہش اور عصیان سے پرہیز : اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا وَلَمْ يَكُن جَبَّارًا، جبار ہونے سے مراد ہے ظلم کرنے والا، سرکش، متکبر، دوسروں پر غلط طریقے سے تسلط جمانے کی خواہش رکھنے والا۔
- حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس وقت کے بادشاہ ہیرودیس (Herod Antipas) جس نے اپنے بھائی فلیپ (Philip) کی منکوحہ ہیرودیا (Herodias) سے نکاح کرنا چاہا تو آپؑ نے اس ناجائز رشتے کو حرام قرار دیا۔ اسی حق گوئی کی بنا پر بادشاہ ہیرودیس (Herod Antipas) نے آپ (علیہ السلام) کو ہیرودیا (Herodias) کی ناچنے والی بیٹی کی فرمائش پر قتل کروادیا